بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۴۹ رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

بروز جمعہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۰/۲۵ | ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۹۱ھ ۳۱ فتح ۱۳۵۰ ہش ۳۱ دسمبر ۱۹۷۱ء | نمبر ۳۰۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تسبیح و تحمید، استغفار اور دُرود شریف کے ذریعہ انسان کا قلب خدا کی صفات کا جلوہ گاہ بن جاتا ہے

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ تسبیح و تحمید اور دُرود کو اپنے اُوپر لازم کرے!

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے چند اہم ارشادات

"جماعت کو چاہیئے کہ ذکر الٰہی میں ۔ اپنے اوقات خرچ کرے، تا اُس کا قلب خدا کی صفات کا جلوہ گاہ ہو جائے اور اُس کے انوار کا اُس پر نزول شروع ہو جائے۔ جب انسان ذکرِ الٰہی سے اپنے دل کی کیفیت بدل ڈالے تو اُس کا وہ مقصد پُورا ہو جاتا ہے جس کے لئے اُسے دُنیا میں بھیجا گیا۔ پس مَیں پھر جماعت سے کہتا ہوں کہ وہ نماز کے علاوہ بھی ذکر الٰہی کرے...... پھر ذکروں میں بھی بعض ذکر ایسے ہیں جو زیادہ مفید ہیں اور جلد ہی ایک شخص کے دل کو پاک اور انوار الٰہی کا مہبط اور نزول گاہ بنا دیتے ہیں۔ ان ذکروں میں سے خصوصیت کے ساتھ تسبیح و تحمید ہے۔ اس سے انسان جلدی ترقی کرنی شروع کر دیتا ہے..... دُوسرا خاص ذکر الٰہی استغفار ہے...... اور ایسا ہی ذکر الٰہی ہے کہ اسے کثرت سے کرنا چاہیئے۔ کیونکہ انسان بغیر خدا کی مدد و نصرت کے کچھ کر نہیں سکتا۔ اور نہ ہی بغیر اس کے اُسے کچھ مل سکتا ہے۔ پھر استغفار میں اپنی غلطیوں کی معافی بھی ہوتی ہے...... اس کے علاوہ دُرود ہے۔ دُرود سے بھی انسان رُوحانی ترقی کرتا اور رُوحانی فوائد پاتا ہے۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ خصوصیت کے ساتھ درود کی کثرت کو اپنے لئے لازم کریں اور مسجد میں آکر بالضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا چاہیئے۔

دُرود در اصل اس احسان کا اقرار ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہم پر کیا۔ اور احسان کا اقرار انسان کیلئے از حد ضروری ہے۔ کبھی کسی شخص کے اعمال میں پاکیزگی نہیں پیدا ہو سکتی جبتک وُہ اپنے احسان کرنیوالے کا احسان مند نہیں ہوتا۔ کیونکہ تمام صفائی اعمال میں احسان مندی سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اِس لئے ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم کثرت سے دُرود پڑھیں۔ تاکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے احسانوں کے لئے آپؐ کے احسان مند ہوں اور پھر ہمارے اعمال میں بھی پاکیزگی اور صفائی پیدا ہو۔"

(الفضل ۱۱ دسمبر ۱۹۲۵ء)

اخبار احمدیہ

ربوہ۔ ۳۰ فتح۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۲۹ فتح کی رپورٹ مظہر ہے کہ:۔

حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ

احباب توجہ اور التزام کے ساتھ دُعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالےٰ حضور کو صحت و عافیت سے رکھے اور ہر لحظہ اپنی خاص تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

ربوہ۔ ۳۰ فتح۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ سر درد کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ آپکو اپنے فضل سے کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا۔ مشرقی پاکستان کے حالیہ بحران میں بہت سے احباب کے عزیز و اقارب وہاں پر مقیم ہیں جنکے متعلق لازمی طور پر بہت فکر اور تشویش ہے۔

احباب جماعت ان ایام میں خصوصیت کے ساتھ انہیں اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت اور امان میں رکھے اور بخیریت و اپس لائے اور سب پریشانیوں کو دُور فرمائے۔ آمین

چندہ وقفِ جدید کی طرف فوری توجہ درکار ہے

امراء جماعت و صدر صاحبان و سیکرٹریانِ مال وقفِ جدید فوری طور پر اِس امر کا جائزہ لیں کہ آیا اُن کی جماعت کی طرف سے امسال چندہ وقفِ جدید کی پُوری ادائیگی ہو چکی ہے یا نہیں۔ عدم ادائیگی کی صورت میں فوری ادائیگی کا بندوبست فرمایا جائے۔ کیونکہ وقفِ جدید کا سال ۳۱/۱۲/۷۱ کو اختتام پذیر ہو رہا ہے۔

موجودہ ملکی حالات کے باعث وقفِ جدید کو اُن کی فوری اور خصوصی توجہ درکار ہے۔ متأثرہ علاقہ کی طرف سے چندہ کی وصولی میں کمی اس امر کی متقاضی ہے کہ غیر متأثرہ احباب اور جماعتیں اپنے حصہ سے بھی زیادہ ادائیگی فرمائیں۔

(ناظم مال وقفِ جدید)

نصرت جہاں ریزرو فنڈ

۳۱ فتح (دسمبر ۱۹۷۱ء) کی تاریخ یاد رکھیں!

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے وعدہ کنندگان کی یاد دہانی کے لئے التماس ہے کہ آپ کے وعدوں کا کم از کم ساٹھ فیصد ۳۱ فتح (دسمبر ۱۹۷۱ء) سے پہلے ضرور وصول ہو کر مرکز میں پہنچ جانا چاہیئے۔ اگر اس میں کمی رہ گئی ہو تو اسے پُورا کرنے کی جلد کوشش فرمائیے۔ جزاکم اللہ خیرا۔

(سیکرٹری نصرت جہاں ریزرو فنڈ)

(مسعود احمد پبلشر و ایڈیٹر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۳۱ فتح ۱۳۵۰ ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُشکلات پر قابو پانے کی ضروری شرط

گزشتہ شمارہ میں ہم اُن اندرونی اور بیرونی خطرات پر روشنی ڈال کر جن سے قائدِ اعظم نے قوم کو خبردار فرمایا تھا واضح کر چکے ہیں کہ ماضی میں خود ہماری سُستی اور غفلت اور بے حسی اور بے عملی کے نتیجہ میں یہ سب خطرات حقیقت کا جامہ پہن کر پُوری شدّت کے ساتھ ہمارے سامنے آچکے ہیں اور اِس وقت ہم پاکستان کی سالمیت کے تحفّظ کے سلسلہ میں ایک انتہائی نازک صورتِ حال سے دوچار ہیں۔ یہ امر اطمینان بخش ہے کہ اِس صورتِ حال سے نبٹنے کے لئے ملک میں جمہوری بنیادوں پر ایک نمائندہ حکومت برسرِ اقتدار آگئی ہے اور اُس نے موجودہ ابتلاء اور آزمائش میں سُرخرو ہونے اور قوم و ملک کی سالمیت، اس کے استحکام اور عزّ و وقار کو پُوری عظمت اور شان کے ساتھ بحال کرنے کا بیڑا اُٹھا رکھا ہے اور وہ عزم و ہمّت اور پورے جذبہ و جوش کے ساتھ اِس سلسلہ میں ضروری اقدامات عمل میں لا رہی ہے۔

موجودہ نازک دَور میں ہم جملہ اہلِ پاکستان کے لئے سب سے زیادہ اہم اور غور طلب امر یہ ہے کہ ہم اُن ذمہ داریوں سے جو موجودہ حالات میں ہم پر عائد ہوتی ہیں کس طرح عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ اِس ضمن میں بھی قائدِ اعظم نے قوم کی پُوری پُوری رہنمائی فرمائی ہے۔ پہلی بات جس پر قائدِ اعظم نے سب سے زیادہ زور دیا ہے وہ ہے **قومی اتحاد**۔ مشکلات میں گھری ہوئی قوم کے لئے تو اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے مانند پوری طرح متحد و متفق ہو یعنی ان میں باہم کوئی منافست اور مخاصمت نہ پائی جائے۔ سب قومی مفاد کی خاطر ایک ہی انداز میں سوچیں اور ایک ہی انداز میں باہم مل کر مصروفِ عمل ہوں۔ چنانچہ قائدِ اعظم نے ۱۷ اپریل ۱۹۴۸ء کو گورنمنٹ ہاؤس پشاور میں قبائلی جرگہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دیکھئے ہم مسلمان ہیں اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات پر چلتے ہیں۔ **ہم سب اسلامی اخوت کے رشتے میں بندھے ہوئے ہیں۔ اِس اخوت کا تقاضا یہ ہے کہ حقوق، عزّت اور مرتبہ میں سب برابر ہیں۔ اِس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر اتحاد کا ایک** خاص اور گہرا احساس پایا جاتا ہے۔ نہ صرف یہ کہ ہم میں سے اکثر مسلمان ہیں بلکہ ہماری اپنی تاریخ ہے، ریتیں اور رسمیں ہیں اور احساس و شعور ہے، ہمارے سوچنے سمجھنے کے طریقے ہیں، ہمارا اپنا نقطۂ نظر ہے۔ یہ سب مل کر ہمارے اندر قومیت کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ ہم سب مسلمان ایک خدا، ایک کتاب اور ایک رسول ؐ پر ایمان رکھتے ہیں لہذا ہم سب کو مل کر ایک قوم ہونا چاہیئے۔ آپ نے ایک پرانا قول سُنا ہوگا کہ اتحاد میں قوّت ہے۔ **جب تک ہم متحد ہیں سربلند اور طاقتور ہیں، اگر متحد نہیں تو کمزور اور خوار ہوں گے۔** مَیں چاہتا ہوں کہ ہر مسلمان حتی الامکان یہ کوشش کرے کہ آپس میں کامل اتحاد و اتفاق پیدا ہو۔"

اگر ہم قائدِ اعظم کی تقاریر کا مطالعہ کریں تو ان میں سب سے نمایاں بات ہمیں یہی نظر آتی ہے کہ آپ مشکلات پر قابو پانے اور خطرات کا مقابلہ کرنے نیز پاکستان کی صحیح خطوط پر تعمیر کرنے کے سلسلہ میں سب سے زیادہ زور قومی اتحاد اور یکجہتی پر دیا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر جب آپ مارچ ۱۹۴۸ء میں مشرقی پاکستان تشریف لے گئے تو وہاں آپ نے جتنی بھی تقاریر فرمائیں ان میں قومی اتحاد کی اہمیت پر ضرور روشنی ڈالی۔ چنانچہ ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو آپ نے ڈھاکہ کے جلسۂ عام میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اب آپ کی حیثیت ایک قوم کی ہے۔ آپ نے اپنا ملک بھی بنالیا ہے اور یہ وسیع سرزمین آپ ہی کی ہے، یہ پنجابی یا سندھی یا پٹھان یا بنگالی کی نہیں ہے۔ آپ سب ہی اس کے مالک ہیں۔ کیا آپ اس کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں؟ اگر آپ کی یہ خواہش ہے تو اس کے لئے **ایک ضروری شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم سب کے درمیان پُورا اتحاد اور اتفاق ہو۔**"

اِس کے بعد جب آپ نے ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء کو ریڈیو پاکستان ڈھاکہ سے تقریر نشر فرمائی تو اس میں بھی قومی اتحاد اور یکجہتی پر خاص زور دیا۔ چنانچہ فرمایا:۔

"پاکستان مسلم قوم کے اتحاد کی ایک مجسّم صورت ہے اور اِس کو اِسی حیثیت میں قائم رہنا چاہیئے۔ ہمارے لئے **سچے مسلمانوں کی حیثیت سے اِس اتحاد کو قائم رکھنا لازم ہے۔**"

پس موجودہ نازک حالات میں جبکہ ہم قائدِ اعظم کے بنائے ہوئے پاکستان کی سالمیت اور بقا کے تحفّظ اور استحکام کے لئے مصروفِ عمل ہیں اور اِس راہ میں دشمنوں کی پیدا کی ہوئی مشکلات اور رکاوٹوں کو دُور کرنے میں کوشاں ہیں ہمارے لئے از بس ضروری ہے کہ ہم قائد اعظم کی اس نصیحت پر جو قرآنی ہدایت کے عین مطابق ہے پُورے عزم اور تعہد کے ساتھ عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے اندر کامل اتحاد پیدا کریں اور پھر اسے مضبوط سے مضبوط تر بناتے چلے جائیں۔ یہ جبھی ممکن ہے کہ بلا استثناء ہر شہری افتراق انگیز کارروائیوں سے مجتنب رہے۔ اتحاد کا اصل الاصول جیسا کہ قائدِ اعظم نے واضح فرمایا ہے یہ ہے کہ سب مسلمان اسلامی اخوت کے رشتہ میں بندھے ہوئے ہیں اور اِس اخوت کا تقاضا یہ ہے کہ حقوق، عزّت اور مرتبہ میں سب برابر ہیں۔

قرآنِ کریم مع انگریزی ترجمہ (پاکٹ سائز)

طبع شد:۔ زیر سرپرستی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ
سائز:۔ $\frac{20\times30}{32}$ ضخامت:۔ ۶۳۵ صفحات
ناشر:۔ دی نصرت جہاں پراجیکٹ، ربوہ
ملنے کا پتہ:۔ دفتر ادارۃ المصنفین (متصل مسجد مبارک) ربوہ

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآنِ کریم کی برکات کو عام کرنے یعنی پاکستان میں اور پاکستان سے باہر اُن تمام علاقوں میں جہاں انگریزی بولی اور سمجھی جاتی ہے عوام کو قرآنی تعلیم اور قرآنی علوم سے براہ راست مستفیض ہونے کا موقع بہم پہنچانے کی غرض سے بہت وسیع پیمانے پر قرآنِ کریم مع انگریزی ترجمہ جیبی سائز میں طبع کرانے کا خصوصی انتظام فرمایا ہے اور اِس کے متعلق فیصلہ فرمایا ہے کہ منافع حاصل کئے بغیر اسے اصل لاگت کے مطابق کم سے کم ہدیہ پر دُنیا بھر میں لوگوں تک پہنچایا جائے۔

چنانچہ حضور ایدہ اللہ کی زیر ہدایت قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ کا یہ جیبی سائز ایڈیشن "دی نصرت جہاں پراجیکٹ" ربوہ کے زیر اہتمام $\frac{20\times30}{32}$ سائز پر بہت عمدگی اور نفاست کے ساتھ طبع کرایا گیا ہے اور کاغذ بھی سفید عمدہ اور قیمتی استعمال کیا گیا ہے۔ بہت خوشنما ٹائیٹل اور نہایت مضبوط اور نفیس جلد اس پر مستزاد ہے۔

الغرض یہ ایڈیشن آفسٹ طباعت اور معیاری تجلید کا ایک عمدہ نمونہ ہے اور بہت ہی خوشنما اور دیدہ زیب ہے۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود اس کا ہدیہ فی نسخہ صرف تین روپے مقرر کیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم کا جیبی سائز کا کوئی نسخہ بھی خواہ وہ صرف عربی متن ہی پر مشتمل ہو اِس قیمت پر کہیں سے بھی دستیاب نہیں ہو سکتا کجا یہ کہ زیر نظر نسخہ میں متن کے ساتھ اس کا انگریزی ترجمہ بھی درج کیا گیا ہے۔ اِس لحاظ سے محض تین روپے میں یہ نسخہ جو عربی متن اور انگریزی ترجمہ ہر دو پر مشتمل ہے مفت دستیاب ہونے کے مترادف ہے۔ اتنے قلیل ہدیہ کے پیشِ نظر احباب جماعت نہ صرف یہ کہ خود اپنے اور اپنے بچوّں کے لئے اس کے نسخے خرید سکتے ہیں بلکہ حسب استطاعت کثیر تعداد میں خرید کر اسے اپنے دوستوں اور احباب میں بھی تقسیم کر سکتے ہیں۔ جو احباب انگریزی نہیں جانتے اُن کے لئے بھی اِس کا حصول کچھ کم مفید نہیں۔ وہ صرف عربی متن سے ہی استفادہ کر سکتے ہیں کیونکہ ناظرہ تلاوت کی غرض سے اِس قیمت پر انہیں قرآنِ کریم کا کوئی نسخہ بھی کہیں اَور سے دستیاب نہیں ہو سکے گا۔

سو الحمدللہ حضور ایدہ اللہ نے قرآنی تعلیم اور اس کے علوم اور اس کی برکات کو عام کرنے کی غرض سے احباب کے لئے کم سے کم قیمت پر قرآنِ کریم کا متن اور انگریزی ترجمہ حاصل کرنے اور اس سے استفادہ کرنے کا پُورا پُورا انتظام فرما دیا ہے۔ اب احباب جماعت کا یہ فرض ہے کہ وہ اسے زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر اِس سے خود بھی استفادہ کریں اور دُوسروں کو بھی استفادہ کرنے کا موقع بہم پہنچائیں۔

قرآنِ کریم کا یہ نہایت ہی خوبصورت اور دیدہ زیب جیبی سائز ایڈیشن تین روپے فی نسخہ کے حساب سے دفتر ادارۃ المصنفین (متصل مسجد مبارک) ربوہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرینگر کا "کوہِ زیتون" تختِ سلیمانی

حضرت مسیح علیہ السلام کے نام کے کتبات

(مکرم شیخ عبدالقادر صاحب لاہور)

سرینگر کے نواح میں جھیل ڈل کے قرب وجوار میں، ایک ہزار فٹ بلند ایک پہاڑی ہے جس کا پرانا نام گوپادری تھا ہندو اسے کوہ شنکر اچارج کہتے ہیں اور مسلمان تختِ سلیمان۔ اس پہاڑی پر سے ڈل اور شہر کے ماحول کا نظارہ اتنا مسحور کن ہے کہ وہ الفاظ میں سمویا نہیں جا سکتا ایک شاعر کہتا ہے ؎

نہی چوں پائے بر تختِ سلیمان
شود کشمیر و دشت او نمایاں

یہ پہاڑ یروشلم کے کوہِ زیتون کی طرح مقدس مانا گیا یہاں رشیوں منیوں اور اولیاء اللہ نے عبادت کیں حضرت مسیح علیہ السلام جب کشمیر میں وارد ہوئے تو اس "ربوہ کشمیر" کو اپنے قدوم میمنت سے سرفراز فرمایا یہاں عبادت کے لئے آپ آیا کرتے تھے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"پرانی تاریخوں میں لکھا ہے کہ یوز آسف ایک نبی شہزادہ ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ جس کو قریباً انیس سو برس آئے گذر گئے اور اس کے ساتھ اس کے بعض شاگرد تھے اور وہ کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا اور اس کی عبادت گاہ پر ایک کتبہ تھا جس کے یہ لفظ تھے کہ یہ ایک شہزادہ نبی ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ نام اس کا یوز آسف ہے پھر وہ کتبہ سکھوں کے عہد میں محض تعصب اور عناد سے مٹایا گیا۔ اب وہ الفاظ اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے۔"

(تحفہ گولڑویہ ص۱۰۱)

کشمیر کی تاریخ قدیم سے معلوم ہوتا ہے کہ گوپادری پر دو سو قبل مسیح میں راجہ جلوکا کے عہد میں مندر تعمیر کیا گیا قرن اول میں اس مندر کا گنبد شکستہ ہو گیا۔ فارس سے آمدہ ایک اسرائیلی انجینئر، جس کا نام سلیمان تھا اور وہ راجہ کے دربار میں وزیر تعمیرات کے عہدہ پر فائز تھا۔ مندر کی تعمیر پر مامور کیا گیا۔ ہندوؤں نے شور مچایا کہ ایک پونر استھان کی تعمیر کا سوال ہے اور ایک ملیچھ کو اس کام کے لئے مقرر کیا گیا۔ ہندو سلیمان کو سندیمان کہتے تھے وہ اسے ملیچھ سمجھتے راجہ نے حضرت مسیح علیہ السلام سے رجوع کیا کیونکہ آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ آپ کے سمجھانے پر عوام کا جوش وخروش فرو ہو گیا۔ سلیمان نے اس مندر کا گنبد از سر نو بنایا اس نے مندر سے کچھ فاصلہ پر سنگ مرمر کا ایک پلیٹ فارم اور ایک عمارت بھی بنوائی اسی پلیٹ فارم کی نسبت سے اس پہاڑی کو تختِ سلیمان کہتے ہیں سلیمان چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہو چکا تھا۔ اس نے مندر کے باہر دو کتبے کندہ کرائے جن کا مضمون یہ تھا کہ

"اس زمانہ میں یوز آسف
نے پیغمبری کی دعوت دی
ہے۔ یوز آسف سے مراد
یسوع پیغمبر بنی اسرائیل ہے"

اس طرح تختِ سلیمان کی بلندیوں سے سلیمان نے اپنے آقا کی رسالت کا اعلان کیا۔

یہ سب حالات کشمیر کے ایک پرانے نسخہ سے ملے ہیں جو سرینگر میں غلام محی الدین وانچو کی تحویل میں ہے اس ورق کا فوٹو مکرم جناب خواجہ نذیر احمد صاحب مرحوم نے اپنی کتاب میں شائع کر دیا یورپ کے نامور عالم رابرٹ گریوز نے اپنی کتاب "یسوع روم میں" میں بحوالہ تمام وکمال شائع کر دیا ہے اور دنیا کو توجہ دلائی ہے۔ کہ صلیبی موت سے حضرت مسیح بچائے گئے۔ اس کے بعد وہ ہجرت کر کے بلاد شرقیہ میں چلے گئے وہ سرینگر میں جا کر فوت ہوئے؛ یہ ایک کھلا سوال ہے جو کہ علماء تاریخ کے لئے قابل غور و دعوتِ تحقیق ہے

(۲)

سلیمان، وزیر کشمیر کے باقی حالات راج ترنگنی میں ملتے ہیں جو کہ آج سے آٹھ سو سال قبل کی کشمیر کی منظوم تاریخ ہے۔ پنڈت کلہن کا یہ نتیجہ فکر ہے

کلہن ایک "کوی" یعنی درستان گو شاعر تھا۔

اس کو درستان طرازیوں سے قطع نظر واقعہ کی اصل صورت کچھ یوں بنتی ہے

پہلی صدی قبل مسیح اور قرن اول کے واقعات میں پنڈت کلہن لکھتا ہے کہ کشمیر میں ایک وزیر سندھومتی یا سندیمان نامی تھا۔ بہت نیک دل اور عوام کی بھلائی کرنے والا وزیر تھا درباری سازشوں کا وہ شکار ہو گیا راجہ اس سے بدظن ہو گیا اسے زندان میں ڈال دیا۔ اب سازشیوں نے راجہ کو بتایا کہ عوام میں ہاتف غیب کی یہ خبر مشہور ہے کہ سندیمان قید سے چھوٹ جائیگا اور راجہ بنے گا۔ بہتر ہے کہ اسے صلیب دے دیا جائے۔ جنگل میں سندھومتی یعنی سندیمان کو صلیب دینے کے احکام جاری کر دئے گئے اس وزیر کا ایک گرو عسانا دیو نامی تھا۔ اسے پتہ لگا کہ میرے پیارے شاگرد کو صلیب دے دیا گیا وہ جائے وقوعہ پر پہنچا۔ سندھومتی کو صلیب پر سے اتارا اس نے (کشفی نظر میں) اس کی پیشانی پر نوشتۂ تقدیر لکھا ہوا دیکھا کہ جو شخص زندان میں ڈالا گیا صلیب پر چڑھا وہی راجہ بنے گا۔ بہرحال سندھومتی معجزہ سے زندہ ہو گیا اس دوران کشمیر کا ظالم راجہ لقمۂ اجل بن گیا لوگوں کو جب پتہ لگا کہ عسانا گرو کا چیلہ ہمارا سابق وزیر دراصل زندہ ہے وہ اس کے اردگرد جمع ہو گئے۔ بڑے اعزاز سے اسے شہر میں لایا گیا اور اپنا راجہ بنایا یہ راجہ سندیمان کہلایا اس نے ۴۷ سال حکومت کی۔ آخر میں راج پاٹ چھوڑ کر ایک پہاڑ کے غار میں گیان دھیان کے لئے چلا گیا۔ پھر لوگوں نے اسے نہیں دیکھا سنسکرت کے علماء کہتے ہیں کہ سندیمان ایک غیر ملکی نام ہے ہندی کا نام نہیں ہے)

(۳)

اس درستان کا بغور مطالعہ کریں سندیمان، سلیمان ہے اور عسانا دیو حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ انفاس مسیحا سے آپ نے اپنے محبوب شاگرد کو بچا لیا۔

واحی الموتی باذن اللہ

کی یہ ایک شاندار مثال ہے جس طرح کنعان میں حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے شاگرد لعزر کو بچایا تھا اسی طرح کشمیر میں سلیمان گہری بیہوشی والی موت سے بچایا گیا۔ تاریخی تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی سندیمان یعنی سلیمان کے نام پر گوپادری کو تختِ سلیمان کہا گیا اس پہاڑی کے آثار بتاتے ہیں کہ مندر سے ہٹ کر یہاں ایک سنگ مرمر کا تخت اور ایک عمارت بنائی گئی یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فروکش ہوتے اور عبادت کرتے؛ یہ امر قابل غور ہے۔

(۴)

آج سے کم وبیش دو سو سال پہلے محمد بدیع الدین نے

واقعاتِ کشمیر جنت نظیر
گوہر عالم تحفۃ الشاہی

کے نام سے تاریخ کشمیر لکھی۔ اس کے قلمی نسخے برٹش میوزیم اور رائل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کی تحویل میں ہیں ایچ ایچ ولسن نے اپنے ایک مقالہ میں اس کے حوالے دئے ہیں ان حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تاریخ آدم علیہ السلام سے شروع کی گئی بدیع الدین کے نزدیک آدم کا ہبوط سرندیپ میں ہوا جو کہ لنکا کا پرانا نام ہے۔ وہاں سے حضرت آدم علیہ السلام کشمیر جنت نظیر میں آگئے فرزند آدم سیسٹ کی نسل نے کشمیر میں ۱۱۱۰ سال تک حکومت کی اس کے بعد ہندو قابض ہو گئے۔ ایک ہزار سالہ دور توحید کے بعد شرک وبت پرستی کا دور آگیا۔ پھر یہاں ہجرت کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے آپ نے یہاں توحید پھیلائی حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کا ذکر نہیں۔ کیونکہ بدیع الدین کے عقیدہ کے یہ بات خلاف تھی) اس کی بجائے موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ البتہ نسخہ بنگال میں ہے کہ یوز آسف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری تھے یہ مزار لطف ان روحانی برکات ربانی کا مرجع ہے۔

ولسن نے

برٹش میوزیم کے نسخہ کا جو حوالہ دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تختِ سلیمان پر جو قبر ہے وہ حضرت مسیح کے حواری کی ہے بدیع الدین نے دو حواریوں کی قبر کا ذکر کیا ہے یا ایک کا، یہ امر ابھی واضح نہیں ہے۔ (باقی صفحہ ۴ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اذکروا موتاکم بالخیر

مکرم چوہدری یوسف علی صاحب مرحوم برج انسپکٹر ریٹائرڈ

(محمد اسلم باجوہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۳۳ جنوبی سرگودھا)

مکرم چوہدری یوسف علی صاحب مرحوم برج انسپکٹر ریٹائرڈ کنگ ارائیاں ضلع جالندھر کے ارائیں خاندان کے چشم و چراغ تھے آپ ۱۹۳۲ء میں حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ نہایت ہی مخلص اور سلسلہ کے فدائی تھے۔ خلافت سے کمال درجہ وابستگی تھی۔ بڑی سادہ طبیعت کے مالک تھے اپنی ساری عمر مالی قربانی میں پیش پیش رہے۔ موصی بھی تھے۔ کافی عرصہ سے فالج کے مریض تھے مورخہ ۲۳/۹/۷۱ ایک بجے بعد دوپہر اپنے گاؤں حال چک ۳۰ جنوبی سرگودھا میں وفات پا گئے۔

إنا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کی نعش اسی دن ربوہ پہنچائی گئی جہاں نماز جنازہ مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل ناظر تالیف و تصنیف نے پڑھائی۔ جس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ گو آپ بالکل ان پڑھ تھے لیکن ساری عمر جہاں کہیں بھی رہے اخبار الفضل باقاعدگی سے منگواتے رہے اور سارا اخبار غیر از جماعت احباب سے سُنا آپ کا معمول تھا مرحوم نے مجھے ایک دن فرمایا کہ جتنا الفضل میں نے لوگوں سے پڑھوایا ہے تھوڑے احمدیوں نے ایسے لوگوں سے پڑھایا اور سنا ہوگا۔ مجھے یاد ہے بعض اوقات نوجوان اکتا کر چلے جاتے۔ لیکن مرحوم وہی الفضل لے کر دوسرے دروازہ پر جاتے چین نہ آتا جب تک سارا الفضل سُن نہ لیتے۔ نیز اصلاح و ارشاد کا کام تو ان کا شعار تھا۔

فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۳۲ء میں جب میں نے بیعت کی تو مخالفت کا یہ عالم تھا کہ متواتر پانچ سال تک میری زرعی اراضی کو لوگوں نے کاشت کرنا چھوڑ دیا جو کاشت کرنا چاہتا اسے روک دیا جاتا۔ اسی طرح فرماتے انہی ایام میں گاؤں کے ہر کنوئیں کا پانی ہمارے لئے روک دیا گیا بلکہ باہر سے پانی لانا بھی بند کر دیا گیا۔ اللہ بھلا کرے حاجی ایک پڑوسن کا جو رات اندھیرے میں ایک گھڑا پانی چپکے سے ہمارے گھر پہنچاتی رہی اسی طرح کئی دن گزر گئے۔

اسی طرح فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے بیعت کی تو میری بیوی کو پڑوسیوں اور گاؤں والی عورتوں نے اکسایا۔ کہ اس نوزائیدہ بچی کو چھوڑ کر جاؤ شاید یوسف علی احمدیت سے ہٹ جائے۔ چنانچہ بیوی جانے کو تیار ہو گئی بہتیرا سمجھایا لیکن بالآخر مجھے یہی کہنا پڑا کہ اچھا احمدیت کا خدا اس کی حفاظت کرے گا۔ اہلیہ روٹھ کر چلی بھی گئیں۔ پھر جلد ہی بعض عورتوں نے صلح کروا دی پھر جلد ہی آپ کی اہلیہ محترمہ نے بھی بیعت کر لی اور پھر ساری زندگی احمدیت سے وابستگی کا کمال مظاہرہ کیا۔

ان تمام واقعات سے پتہ چلتا ہے ان تکلیفوں سے خدا کے اس بندہ کے پاؤں ذرا نہ ڈگمگائے بلکہ فرماتے ہر آنیوالی مصیبت خدا کے فضل سے مجھے پہلے سے زیادہ استقامت دیتی۔

خود فیروز پور میں ملازم تھے لڑکا گھر پر فوت ہو گیا گاؤں والے اپنے قبرستان میں دفن نہیں کرنے دیتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے خاص نصرت سے انتظام کر دیا۔ اس طرح یہ واقعہ بھی بڑا جانکاہ تھا۔ لیکن خدا کا وہ صابر و شاکر بندہ ہر حالت میں راضی برضا الٰہی رہا۔ اپنے محکمہ میں بوجہ دیانتداری کافی شہرت رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ گو آپ ریٹائر ہو چکے تھے لیکن آپ کی شہرت سُن کر سکھر کا نیا پل بنانے والی ایک غیر ملکی فرم نے آپ کو بلا لیا۔ کام ختم ہونے پر بوجہ کام اور دیانتداری پانچ سو روپیہ انعام اور ایک سرٹیفکیٹ اعلیٰ کارکردگی آپ کو دیا۔

غریبوں کے بڑے ہمدرد اور بلا امتیاز مذہب و ملت ہر ایک کے غمخوار تھے میرے ساتھ چونکہ ان کو بڑی محبت تھی اس لئے جب حاضر خدمت ہوتا خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ جب کبھی ملاقات کے لئے حاضر ہوتا سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کرتے کہ سنائیں ربوہ کب گئے تھے۔ اور حضور کی صحت کیسی ہے ان دو فقرات سے دین سے اور خلافت سے ان کی وابستگی کا پتہ چل جاتا ہے۔

دوران گفتگو جب حضرت مصلح موعودؓ کا ذکر آتا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتے۔

آپ نے اپنی یادگار ایک بیوی کے علاوہ دو لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑے ہیں۔

بزرگان سلسلہ سے دُعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ہمیشہ اپنے فضلوں سے انہیں نوازتا رہے اور ان کے نقش قدم پر ان کو چلنے کی توفیق دے۔ آمین

اے خدا بر تربت او ابر رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

محترمہ خدیجہ بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اہلیہ محترمہ خان بہادر غلام محمد صاحب گلگتی مرحوم رضی اللہ عنہ

(مکرم اخوند فیاض احمد صاحب ۔ لاہور)

جب میں دو سال کا تھا تو میری حقیقی والدہ کا ڈیرہ غازی خان میں انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میرے والد اخوند محمد اکبر خان رضی اللہ عنہ کا نکاح ثانی قادیان میں محترم خان بہادر غلام محمد صاحب گلگتی رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی سے ہوا۔ اور ہماری موجودہ والدہ صاحبہ ملتان میں (جہاں اباجی بسلسلہ ملازمت مقیم تھے) ہمارے گھر اس وقت تشریف لائیں جب میں چار سال کا تھا۔

محترمہ "اجی لے" ہماری نانی بن گئیں۔ یہ لقب شمال کی پہاڑی زبان میں اپنی نیک اولاد اور اپنے ماحول میں قابل عزت اور قابل احترام ہونے کی وجہ سے ان کو ملا تھا۔ وہ اپنے قابل احترام شوہر کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں قادیان جانے اور بیعت کا شرف حاصل کرنے کی وجہ سے صحابیہ تھیں اور باوجود پڑھی لکھی نہ ہونے کے وہ علیٰ وجہ البصیرت امام وقت اور احمدیت کی صداقت پر ایمان رکھتی تھیں۔ یہ امر ان کی صحبت میں تھوڑی دیر رہنے سے ہی ظاہر ہو جاتا تھا۔

"اجی لے" سے میری پہلی ملاقات منٹگمری (حال ساہیوال) میں ہوئی جب وہ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ میں اس وقت پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ ایک بار صبح میں تلاوت کر رہا تھا۔ انہوں نے تلفظ کی بعض غلطیوں کی اصلاح کی۔ اس کے بعد چند روز میں نے سورہ بقرہ کا کچھ حصہ روزانہ صبح کے وقت اُن سے سبقاً پڑھا۔ غرض میں نے اُن سے ناظرہ قرآن کا دودھ پیا تھا۔

جب میں نے چھٹی جماعت پاس کی تو قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "ہوسٹل تحریک جدید" کا اجرا فرمایا۔ میرے اباجی نے باوجود اس کے کہ میں ان کا ایک بیٹا تھا مجھے قادیان ہوسٹل میں داخل کرا دیا وہاں ہر جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ ایک یا دو گھنٹہ کی رخصت پر میں اپنے ننھیال جاتا تھا۔ جب تک اباجی بعد ریٹائر ہونے کے بعد ہجرت کر کے قادیان آ بسے، مجھے ہر جمعہ "اجی لے" کے ہاں چلے جانے سے گھر سے دور اکیلے پن کا احساس نہ ہوا

۱۹۴۷ء میں جب قادیان پر غیر مسلم دشمنوں نے حملے کئے۔ "اجی لے" باوجود پیرانہ سالی کے مردانہ وار اپنے محلہ میں ڈٹی رہیں ان کے اس بہادرانہ نمونہ کا سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لجنہ اماء اللہ کے ایک سالانہ اجتماع میں اپنی تقریر میں تعریف فرمائی۔

مجھے خوب یاد ہے جب خلافت جوبلی کے سلسلہ میں لوائے احمدیت کا کپڑا بننے کے لئے صحابیات کو سوت کاتنے کی دعوت دی گئی تو "اجی لے" نے بھی دار المسیح میں جا کر سوت کاتنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ واپس جب وہ اپنے گھر "گلگت ہاؤس" میں آئیں تو اتفاق سے میں وہاں موجود تھا۔ یہ سعادت پانے پر بہت خوش تھیں۔ چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا

حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام اور خلفاء راشدین اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام احمدیت اور مرکز احمدیت کے ساتھ ان کو جو جذباتی لگاؤ تھا اس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں یہ عاشقانہ کیفیت کسی کتابی علم یا فلسفہ کی محتاج نہیں بلکہ ع

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

۹۸ سال کی عمر پائی ربوہ میں وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

"اللہ تعالیٰ "اجی لے" پر بیش از پیش رحمتیں نازل ہوں اور ان کی اولاد و نسل دین و دنیا میں پھلے پھولے" آمین۔ اللّٰھم آمین۔

مکرم مبارک احمد صاحب بھٹی مربی سلسلہ مرحوم

(منیر الدین شمس دار الصدر شرقی)

مکرم و محترم مبارک احمد صاحب بھٹی مربی سلسلہ احمدیہ مورخہ ۱۲/۱۱ کو دریائے چناب کے پل کے نزدیک ریلوے کا پھاٹک پار کرتے ہوئے ٹرین کے نیچے آ کر شہید ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کچھ عرصہ سے بحیثیت مربی کام کر رہے تھے آج کل مجاہد فورس میں ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے کہ اسی دوران یہ المناک حادثہ پیش آیا۔ آپ نہایت نیک صالح ہنس مکھ اور تہجد گزار تھے عصر کے بعد نماز جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں دعا مکرم مولانا عبد المالک خان صاحب نے کروائی۔

احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے نیز لواحقین کو صبر عظیم کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

(منیر الدین شمس دار الصدر شرقی۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرارداد تعزیت

منھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر

آج ہم اپنے پیارے بھائی محترم مبارک احمد صاحب بھٹی کی فرقت وجدائی کا ذکر کر رہے ہیں تو ہمارے دل از حد رنجیدہ اور آنکھیں اشک بار ہیں کیونکہ آپ ۷ر فتح ہش ۱۳۵۰ مطابق ۷ر دسمبر ۱۹۷۱ء بوقت ایک بجے بعد دوپہر ریل کار کے حادثہ میں شہید ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بھلا کون ہے جس نے اس غم جاں گزیں کو محسوس نہیں کیا۔ ہمارے پیارے بھائی جو نہایت مخلص، تہجد گزار اور سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے آج ہم ان کی جدائی پر کیوں مغموم ومحزون نہ ہوں لیکن

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آپ خلافت سے از حد لگاؤ رکھتے تھے۔ اس لئے کوشش کرتے کہ نمازوں کی ادائیگی مسجد مبارک میں کریں۔ اکثر نفلی روزہ رکھا کرتے اور بزرگان کی مجالس سے اکثر مستفید ہوتے تھے۔ چنانچہ آپ اکثر حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری رضی اللہ عنہ کی باتوں کا تذکرہ کیا کرتے تھے بار بار اور تبسم کے مذاق کرنا اور آپ کا نہایت خندہ پیشانی سے جواب دینا یا برداشت کرنا آپ کے اعلیٰ خصائل میں سے تھا۔

آپ مجلس کے بہترین خادم تھے وقار عمل اور خدمت خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے چنانچہ آپ ایک عرصہ دراز تک منتظم وقار عمل اور پھر ایک سال تک زعیم ہوسٹل جامعہ بھی رہے روزانہ درود شریف باآواز بلند پڑھتے ہوئے طلبہ کو جگاتے آپ کی وہ رقت اور محبت بھری آواز آج بھی صدائے بازگشت ہے۔ آپ کی زعامت کے دوران ہماری مجلس آپ کی اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر ربوہ کی تمام مجالس میں اول قرار پائی۔ اس دوران ایک رات خدام کے پانی کے چھڑکاؤ سے جیل وجھنت پر تمام رات اکیلے ہی چھڑکاؤ کرتے رہے جس سے آپ بیمار بھی پڑ گئے تھے۔

آپ کبڈی کے ایک اچھے کھلاڑی تھے اور کلائی پکڑنے پر تو آپ کو فخر تھا۔ جنازوں اور تجہیز وتکفین کے کاموں میں بڑے شوق سے شریک ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کو مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ کی غسل وتکفین میں حصہ لینے کا فخر حاصل تھا۔

خدمت خلق کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ اگر کسی کے بیمار ہونے کا سنتے خواہ وہ غیر واقف ہی کیوں نہ ہو تو ساری ساری رات تیمار داری میں گزار دیتے غرض ہم ان کی کن کن صفات کا ذکر کریں کہ مرحوم صفات حسنہ کا مجموعہ تھے جامعہ احمدیہ میں عرصہ ۶ تعلیم مکمل کرنے کے بعد دو تین ماہ بطور مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ خدمت کی اور پھر مادر وطن کی حفاظت کے لئے مجاہد فورس میں شامل ہو گئے۔

واقعہ شہادت سے ایک روز قبل آپ نے ایک خواب دیکھا اور دوستوں سے اس طور پر تذکرہ کیا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے مگر میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ البتہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کا رتبہ عطا فرمائے۔ سو آپ نے اس خواہش کو پا لیا جس کا تذکرہ آپ اکثر کیا کرتے تھے

لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ
اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

جائے وقوع حادثہ سے آپ کا جنازہ فوجی اعزاز سے مسجد مبارک لایا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شہید کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں شہید کا جنازہ لے جانے سے قبل مجاہدین نے اپنے شہید بھائی کو سلامی دی۔

موصی ہونے کی بناء پر آپ بہشتی مقبرہ میں قطعہ مبلغین میں مدفون ہوئے اور ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین کے مصداق بنے۔

آج ہم اپنے بھائی کے فراق پر از حد مغموم ومحزون ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم ومغفور پر اپنی رحمتیں اور برکات نازل فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے

والسلام

ہم ہیں ممبران الجمعیۃ العلمیۃ جامعہ احمدیہ۔ ربوہ

اعلان نکاح

مکرم محمود احمد صاحب ولد چوہدری غلام قادر صاحب لسبرا کا نکاح ہمراہ محترمہ مسعودہ بیگم صاحبہ ایم ایس سی بنت سید شفیق الحسن صاحب مبلغ پانچ ہزار روپے مہر پر مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ نے مسجد احمدیہ حیدر آباد میں پڑھا۔ احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ یہ رشتہ سلسلہ اور ہر دو خاندانوں کے لئے بابرکت کرے۔ آمین۔

(عبد الستار سیکرٹری اصلاح وارشاد حیدر آباد)

ماہنامہ الفرقان کے وی۔پی

ماہنامہ الفرقان کا دسمبر کا پرچہ جملہ احباب کو بذریعہ ڈاک مل گیا ہوگا۔ اگر کسی خریدار کو نہ پہنچا ہو تو وہ دوبارہ طلب فرما سکتے ہیں۔ جن دوستوں کا چندہ گزشتہ ماہ میں ختم تھا ان کے نام وی پی کئے گئے ہیں۔ وہ وصول فرما کر تعاون فرمائیں

(مینجر الفرقان ربوہ)

دعائے نعم البدل

میرے بھائی مکرم محمد صادق صاحب ضیاء کا چھوٹا بچہ مورخہ ۱۲/۱۲ کو وفات پا گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے اور صبر کی توفیق بخشے آمین۔ (منیر احمد ناظر کارکن الفضل ربوہ)

سری نگر کا کوہ زیتون

(بقیہ صفحہ ۳)

بدیع الدین نے یہ بھی لکھا ہے کہ کشمیر میں بنی اسرائیل آئے۔ ان کا دور حکومت بھی یہاں رہا۔

اگر بدیع الدین نے تخت سلیمان پر ایک حواری کے مدفن کا ذکر کیا ہے تو قرین قیاس ہے کہ یہ سلیمان کی قبر ہے

بنگالی اور برٹش میوزیم کے نسخوں کے مقابلہ ومعازنہ کی ضرورت ہے

(۵)

محمد بدیع الدین کی تاریخ سے استفادہ کرکے عبد القادر ابن قاضی القضاۃ واصل علی خان نے ۱۲۴۵ ہجری میں حشمت کشمیر کے نام سے تاریخ مرتب کی اس میں لکھا ہے کہ یوز آسف کی قبر عوام میں

"پیغمبر اہل کتاب"

کے مدفن کے طور پر مشہور ہے۔ رائل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کی تحویل میں یہ نسخہ ہے (ملاحظہ ہو نسخہ نمبر ۴۲ ص ۶۸ ب)

حشمت کشمیر کا ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہے۔ اس میں محمد بدیع الدین کی تاریخ اور مخزن افغانی خواجہ نعمت اللہ کے حوالہ سے لکھا ہے

دریں صورت ورود قوم بنی اسرائیل بہ کشمیر دکوہستان غزنی دافغانستان، آل صاحب معلوم میشود - (۸۱ الف)

(باقی)

ایک مجاہد تحریک جدید کی نیک خواہش

مکرم ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب پریکٹیشنر قلعہ صوبا سنگھ ضلع سیالکوٹ سے تحریر فرماتے ہیں:۔

۱۔ میرے والد ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب صحابی آف قلعہ صوبا سنگھ جون ۱۹۷۱ء میں وفات پا چکے ہیں۔ میں نے عہد کیا ہے کہ میں اپنی تا زندگی حصول ثواب کی خاطر اور ان کے نام کو زندہ رکھنے کے لئے ان کے نام کا تحریک جدید دفتر اول کا ہر سال کا چندہ مبلغ ۱۰۰/- روپیہ ادا کرتا رہوں گا

۲۔ میری والدہ محترمہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ تھیں اکتوبر ۱۹۷۱ء میں وفات پا چکیں۔ ان کے نام کا تحریک جدید کا ہر سال کا چندہ مبلغ ۵۰/- روپے ادا کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

درخواست دعا

ان دنوں میرا بیٹا طارق احمد میر کوئٹہ میں بیمار ہے اور سینی ٹوریم میں زیر علاج ہے اب پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ بزرگان سلسلہ اور تمام بھائی بہنوں سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے میرے بیٹے کو کامل وعاجل شفا یابی عطا کرے اور اسے لمبی زندگی دے اور خادم دین بنائے۔ (اہلیہ میر محمد اسحٰق سپرنٹنڈنٹ ریلوے پرنٹنگ پریس لاہور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نصرت جہاں ریزرو فنڈ

سو فی صدی ادائیگی کرنے والے غانا کے مخلصین

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو یہ سعادت بخشی ہے کہ اس کے مبلغین اشاعت اسلام کی غرض سے دُنیا کے دور دراز ممالک میں پہنچے اور اپنے امام کی ہدایات کے ماتحت انتہائی نامساعد حالات میں اسلام کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مساعی میں برکت دی اور اب لاکھوں ایسے انسان جو پہلے خدا تعالیٰ کی ہستی کے بھی منکر تھے یا کئی خداؤں کے پرستار تھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ورد کرنے لگے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو عظیم سکیم نصرت جہاں جاری فرمائی اور اس کے لئے نصرت جہاں ریزرو فنڈ قائم فرمایا اس کے ماتحت مغربی افریقہ کے جن ممالک میں کام ہو رہا ہے خوشی کی بات ہے کہ ان ممالک کے پرانے مخلصین بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں حصہ لے رہے ہیں۔ غانا کے معطی حضرات جو اپنے وعدے سو فیصد پورا کر چکے ہیں۔ ان کی فہرست دعا کی غرض سے پیش ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی ان کے لئے دعا فرمائی۔ اور جزاہم اللہ احسن الجزاء فرمایا۔

خاکسار ظہور احمد
سیکرٹری نصرت جہاں ریزرو فنڈ

نمبر شمار	نام معطی حضرات		ادائیگی رقم
	صف۔ اوّل		
۱	مکرم الحاج جے سی الحسن عطا ایم بی ای	غانا	۲۰۰۔۰۰ سیڈیز
۲	" ایس اے قریشی صاحب	"	۲۰۰۔۰۰ "
۳	" عبد اللہ ناصر صاحب بوائٹین	"	۲۰۰۔۰۰ "
۴	" نذیر احمد صاحب	"	۲۰۰۔۰۰ "
۵	" مولوی عبد الحق صاحب	"	۲۰۰۔۰۰ "
۶	" نوح کوفی صاحب	"	۲۰۰۔۰۰ "
۷	" سعید آڈو ماکو صاحب	"	۲۰۰۔۰۰ "
۸	" یوسف آ ادسو	"	۲۰۰۔۰۰ "
۹	" یوسف احمد آڈلیے	"	۲۰۰۔۰۰ "
۱۰	" ابراہیم بمپا ناسی	"	۲۰۰۔۰۰ "
۱۱	" معلم صالح صاحب	"	۲۰۰۔۰۰ "
۱۲	" بابا احمد بکوئے	"	۲۰۰۔۰۰ "
۱۳	" احمد بوائٹین	"	۲۰۰۔۰۰ "
۱۴	" بابا عیسیٰ اپیا	"	۲۰۰۔۰۰ "
۱۵	" ابو بکر صاحب ہیمز الواد	"	۲۰۰۔۰۰ "
۱۶	" الحاج محمود کونی صاحب	"	۲۰۰۔۰۰ "
۱۷	" ایم۔ٹی۔ڈی۔کیو (کرائی) [illegible]	"	۲۰۰۔۰۰ "
۱۸	" عبد اللہ آساکو صاحب	"	۲۰۰۔۰۰ "
۱۹	" یونس عیسیٰ صاحب	"	۲۰۰۔۰۰ "
۲۰	" آدم محمد کوفی بانکو	"	۲۰۰۔۰۰ "
۲۱	" کرنل ڈاکٹر محمد رمضان صاحب	"	۲۰۰۔۰۰ "
۲۲	" شکیل منیر صاحب و بیگم صاحبہ	"	۲۰۰۔۰۰ "
۲۳	" کینان منکونی صاحب	"	۲۰۰۔۰۰ "
۲۴	" ہارونہ بن محمد صاحب الوبرا	"	۲۰۰۔۰۰ "
۲۵	" جے جی عیسیٰ صاحب	"	
۲۶	" ابراہیم کوئیکو کونی صاحب	"	
۲۷	مکرم الحاج یعقوب بوائٹین صاحب	غانا	۲۰۰۔۰۰ سیڈیز
۲۸	" بابا یوسف بابا انجری ([illegible])	"	۲۰۰۔۰۰ "
۲۹	" محمد آدم صاحب (ڈرائیور)	"	۲۰۰۔۰۰ "
۳۰	" نانا ابو بکر صادق صاحب		۲۰۰۔۰۰ "
۳۱	" بابا احمد آپوکو		۲۰۰۔۰۰ "
۳۲	" ابو بکر عثمان آکورد		۲۰۰۔۰۰ "

سیکرٹری نصرت جہاں ریزرو فنڈ

محترم شیخ محمد یعقوب صاحب آف کراچی کی وفات

افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترم شیخ محمد یعقوب صاحب دل کا دورہ پڑنے کے نتیجہ میں ۲۱ر ماہ فتح ۱۳۵۰ ہش مطابق ۲۱ر دسمبر ۱۹۷۱ء سات بجے شام کراچی میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم موصی تھے۔ ۲۲ر دسمبر کو مرحوم کا جنازہ کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز لاہور اور اسی روز رات کو لاہور سے بذریعہ ایمبولینس کار ربوہ لایا گیا۔ ۲۳ر دسمبر کو صبح نو بجے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں مقامی احباب کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ بعد ازاں جنازہ بہشتی مقبرہ لے جا کر مرحوم کی نعش کو وہاں سپرد خاک کیا گیا۔ جہاں مولانا ابو العطاء صاحب نے بعد تدفین دعا فرمائی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے چار لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ ان کی ایک بچی کی شادی حال ہی میں مکرم مولانا عبد المالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد کے فرزند مکرم عبد الرب صاحب انور سے ہوئی تھی۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو بلند درجات عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ایک اور احمدی نوجوان کی شہادت

پاک بھارت حالیہ جنگ میں بہت سے احمدی نوجوانوں نے جو کہ پاک فوج میں مختلف عہدوں پر فائز تھے داد شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش کیا ہے ان میں سے ایک کیپٹن مجیب ظفر اللہ صاحب بھی تھے جو چھمب جوڑیاں کے محاذ پر ۴ر دسمبر کو شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ محترم ممتاز ظفر اللہ صاحب A-797 سمن آباد لاہور کے فرزند تھے۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کو بلند سے بلند تر درجات دے اور مرحوم کی والدہ اور دیگر تمام اعزا و اقارب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

میں نے ملک میں جمہوریت کے قیام اور قومی وقار کو سربلند کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے

لاہور میں صدر بھٹو کی تقریر

لاہور ۲۹ر دسمبر۔ صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے آج سپریم کورٹ۔ ہائی کورٹ اور سول عدالتوں کے ججوں اور وکلاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں جلد سے جلد ملک میں جمہوریت قائم کرنے کا وعدہ کرتا ہوں میں نے قومی وقار کو سربلند کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے آپ نے کہا کہ میری حکومت عوام کے عظیم تر مفاد کے لئے چند بنیادی اصلاحات نافذ کرنا چاہتی ہے تاکہ عوام بالخصوص غرباء کو ان کے حقوق حاصل ہو سکیں۔

آپ نے کہا میں پارٹی بازی سے بلند رہوں گا کسی کے خلاف انتقامی کارروائی نہیں کی جائے گی دیگر پارٹیوں کو بھی چاہیئے کہ وہ ملک کے عظیم تر مفاد کی خاطر ہمارے ساتھ تعاون کریں آپ نے پاکستان کے جنگی قیدیوں کے متعلق بتایا کہ حکومت ان کی حفاظت کے لئے تمام ممکن تدابیر اختیار کر رہی ہے۔ جناب بھٹو آج صبح راولپنڈی سے لاہور پہنچے تھے جہاں پر ان کا گرم جوشی سے خیر مقدم کیا گیا۔

ضروری اطلاع

برائے

ڈائریکٹر صاحبان فضل عمر فاؤنڈیشن

بعض ضروری امور خصوصاً فضل عمر فاؤنڈیشن کے آئندہ پروگرام کے متعلق مشورہ ڈائریکٹر صاحبان فضل عمر فاؤنڈیشن سے لینا مقصود ہے ان کی خدمت میں عرض ہے کہ آئندہ اتوار ۲/۱ کو نو بجے صبح دفتر فضل عمر فاؤنڈیشن میں تشریف لا کر ممنون فرمائیں ان کی خدمت میں خطوط لکھ دیئے گئے ہیں احتیاطاً یہ اعلان بھی کیا جا رہا ہے (سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۰۵